ردمرزائیت

دین محمد فریدی

........اور ایمان بچ گیا

جب سے مسئلہ ختم نبوت کو اچھی طرح سے سمجھا اور سارقین ختم نبوت کے طریقۂ واردات پر غور کیا تو بندہ نے اپنے حلقۂ اثر میں ایک لائحہ عمل واضح کر کے اس کے مطابق کام کیا۔ محراب و منبر علماء کرام کیلئے رہنے دیا۔ حتی الامکان ان سے الجھنے سے بچا۔ حالانکہ کچھ سادہ لوح مولوی کے ارد گرد ایسے چاپلوس لوگوں کا گھیرا ہوتا ہے جو کہ در پردہ مرزائیوں کے ایجنٹ ہوتے ہیں۔ اس سادہ لوح مولوی کو غلط گائیڈ کئے رکھتے ہیں۔ یہاں بھکر میں بھی میری آمد سے پہلے مرزائیوں نے چائے کی پیالی پر کچھ ضمیر فروشوں کو خرید رکھا تھا۔ اور وہ بھکر کے مولویوں کو دوسرے مسائل میں الجھا کر رکھتے اور قادیانیت کے سدباب کیلئے ان کے ہاں کوئی لائحہ عمل نہیں تھا۔ سال میں ایک آدھ تقریر ختم نبوت کے موضوع پر کرا کر سمجھتے کہ ہم نے تحفظ ختم نبوت کا حق ادا کر دیا۔ مرزائی دندناتے تھے۔ کئی کاروبار پر چھائے ہوئے تھے ۱۹۶۸ء کے بعد بندہ نے اپنے طریق کار کے مطابق کام شروع کیا۔ جہاں جہاں مرزائیوں سے جھڑپیں ہوئیں، جس طرح وہ اپنے کاروبار کو سمیٹ کر بھاگے، وہ داستانیں پھر بیان ہونگی۔ اس قت میں ایک سب انجینئر ریلوے کا واقعہ من وعن بیان کر رہا ہوں۔ بھکر ریلوے کے سب انجینئر سے ختم نبوت کے سلسلہ میں تعلق بڑھا۔ موصوف ختم نبوت کے معاملے میں پوری معلومات رکھتا تھا۔ قادیانیت کے بارے میں ایسے انکشافات کرتا کہ بعض دفعہ میں حیران ہو کر رہ جاتا۔

بھکر ریلوے کے احاطہ میں محکمہ کی جانب سے اسے کوٹھی الاٹ تھی۔ بعض دفعہ بعد نماز جمعہ اسکی کوٹھی کے لان میں ہم اکٹھے ہو جاتے۔ کوٹھی میں تقریباً کافی اقسام کے پھل دار درخت تھے۔ ایک دفعہ آم کے موسم میں ہم کوٹھی کے لان میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ آم کے پھل لگے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھ لیا کہ اس پھل پر آپکا حق ہے یا کہ محکمہ کا۔ انجینئر صاحب نے کچھ دیر توقف کے بعد کہا کہ میں قادیانیت کے خلاف اس قدر کیوں ہوں؟ میں اپنی زندگی کا گزرا ہوا واقعہ بتاتا ہوں۔ میں ملتان تعینات تھا۔ میرا افیسر اعلیٰ قادیانی تھا۔ ظاہری اخلاق اور برتاو بہت اچھا تھا۔ میں اس کے اخلاق سے بہت متاثر ہوتا گیا۔ میں نے اپنے آفیسر کے ساتھ ربوہ بھی کئی چکر لگائے۔ میرا آفیسر مجھے قادیانیت کی تبلیغ اور مسلمانوں کی تفرقہ بازی پر اکثر لیکچر دیتا رہتا تھا۔ اسکی تبلیغ سے میں قادیانیت کو سچا مذہب تسلیم کرنے لگا اور مسلمانوں کی تفرقہ بازی سے سخت متنفر ہو کر اسلام سے دور ہونے لگا۔ میرا آفیسر مجھ سے بہت خوش تھا میری ہر طرح امداد کرتا تھا۔ خوب آؤ بھگت ہوتی تھی۔ ان کو ملنے بہت اہم قادیانی آتے تھے۔ ان سے میرا تعارف ان الفاظ میں کرواتا کہ اسے اپنا ہی سمجھو۔ اس پر قادیانی میری بڑی عزت کرتے اور بڑے اخلاق سے ملتے۔ باتوں باتوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کی سچائی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی تفرقہ بازی پر ضرور رائے زنی کرتے۔ میرے چاروں طرف قادیانیوں کا گھیرا تھا۔ مجھے افسوس یہ ہے کہ میں نے اپنی رہنمائی کیلئے کسی مسلمان عالم سے رابطہ تک نہ

کیا۔ قادیانیوں کی مسلسل تبلیغ سے قریب تھا کہ میں مرزا طاہر کی بیعت کر لیتا اور بیعت فارم پر کر دیتا۔ کیونکہ اب میرے اوپر بیعت فارم پر کرنے کیلئے قادیانیوں نے مسلسل گھیرا کر لیا تھا۔ مگر اللہ جب ایمان بچائے تو وہ معمولی ٹھوکر سے بھی بچا سکتا ہے۔ میرے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ میں نے دیکھا کہ شجر کاری کے موسم میں میرا افیسر اعلیٰ آم کا پودا ریلوے حدود کے میدان میں لگا کر پانی دے رہا ہے۔ میں نے جب پھلدار پودا لگاتے دیکھا تو بڑی عقیدت ہوئی۔ آگے بڑھ کر سلام کیا اور احتراماً کہنے لگا، سر آپ تو بڑ بھلائی کا کام کر رہے ہو۔ پھلدار پودا لگا رہے ہو۔ کہنے لگا کہ ہاں، یہ بھی سلسلہ (قادیانیت) کی بھلائی کا کام ہے۔ یہ پودا جب پھل دینے لگے گا تو یہ سرکاری مسلمان اس کے پھل حاصل کرنے کے سلسلے میں دست و گریبان ہونگے۔ محکمہ کا ہر آدمی اس میدان میں لگے ہوئے پھل پر اپنا حق جتائے گا۔ اس حق کو حاصل کرنے اور دوسروں سے سبقت لے جانے کی کوشش میں ان سرکاری مسلمانوں میں سر پھٹول ہو گی۔ اور ہم احمدیوں کو سکون کا سانس آئے گا۔ مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا کہ ہماری بقا اس میں ہے کہ ہم ان سرکاری مسلمانوں میں انتشار پیدا کرتے رہیں۔

انجینئر صاحب کہنے لگے کہ خدا نے مجھے بچانا تھا۔ مجھے ایک شاک لگا اور میں مسلمانوں کے موجودہ انتشار کی تہ میں پہنچ گیا۔ نا معلوم خدا نے مجھے کہاں سے جرأت عطا کی۔ اب تک میں اپنے آفیسر اعلیٰ کا جی حضوری بنا ہوا تھا۔ اور انتہائی عقیدت مند تھا مگر اسکا یہ کردار سامنے آتے ہی میں نے آگے بڑھ کر آم کا وہ پودا اکھاڑ کر پھینک دیا اور انتہائی سختی سے کہا کہ اب میں تمہارا پول تمام عملہ کے سامنے کھولتا ہوں کہ تم بھیڑ کے لباس میں کیسے بھیڑیئے ہو اور قادیانیت کی ترقی کیلئے مسلمانوں میں کیسے انتشار پیدا کر رہے ہو، میرا افیسر مجھے جوش میں دیکھ کر موقع سے فرار ہو گیا اور میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے اس واقعہ کو میرے ایمان بچانے کا سبب بنا لیا۔

بقیہ از ص ۴۲

پسند یونانی چرچ کو پہلے سے یہ حیثیت حاصل ہے اور برلن میں ایک فرقہ (۱۹ ویں صدی کے اواخر میں امریکہ میں وجود میں آنے والا ایک مسیحی فرقہ) کو عنقریب یہ حیثیت حاصل ہو جائے گی۔

اس بارے میں جرمن حکومت کی دلیل یہ ہے کہ مسلمانوں کے بہت زیادہ فرقے ہیں اور ان کے مابین بہت زیادہ اختلاف رائے ہونے کی وجہ سے کوئی ایک گروپ تمام مسلمانوں کی نمائندگی نہیں کر سکتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح حکومت منظّم اسلام کی شرط عائد کر کے اپنا کنٹرول سخت کرنا چاہتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کو، خصوصاً ترکی سے تعلقات کے حوالے سے جرمنی کی خارجہ پالیسی میں اہم مقام حاصل ہے۔ اس تجزیئے کی روشنی میں یہ بات با آسانی سمجھ میں آجاتی ہے کہ جرمنی کے مختلف صوبوں کے سرکاری اسکولوں میں اسلام، مذہبی تعلیم کے نصاب کا حصہ ہے جس کی تدریس کی ذمہ داری عموماً ترک اساتذہ کے سپرد کی جاتی ہے۔ اسلام سے رواداری شائد اس پوشیدہ خواہش کا نتیجہ ہے کہ اس طرح کسی دن جرمنی میں مقیم ترک، واپس ترکی چلے جائیں گے۔ (بہ شکریہ ماہنامہ "معلوماتِ جرمنی" دسمبر ۱۹۹۷ء)